تحریر: حضرت الحافظ امام محمد گوندلوی رحمۃ اللہ علیہ

سُنّت و بدعت

برادران اسلام! اللہ عزّوجل نے انسان کو اپنی عبادت کے لیے بنایا۔ عبادت کی حقیقت اور صورت سمجھانے کے لیے انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا سب سے آخر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک روشن شریعت دے کر سلسلۂ نبوت کو ختم کر دیا۔ پہلے مذاہب اپنی اصلی صورت و شکل کھو کر ایسی صورت اختیار کر گئے تھے۔ کہ ان سے اصلی شریعت کا پتہ لگانا مشکل ہو گیا تھا۔ وہ اسباب جن کی وجہ سے ان میں تبدیلی ہوئی۔ ان کا اس شریعت میں بھی امکان تھا۔ اس لیے ان اسباب سے بالتفصیل منع کیا۔ سب سے بڑی وجہ یہ ہے۔ کہ شریعت کو اس کے اصل منبع (کتاب و سنت) سے اخذ نہ کیا جائے۔ بلکہ آراء و افکار کے مجموعہ کو اپنا نصب العین قرار دیا جائے۔ کبھی کسی عالم کے غلط فتوٰی کو کتاب و سنت کے مقابلہ میں لیا جائے۔ کبھی کسی صوفی کے کشف یا ذوق کو سند مانا جائے۔ کبھی علماء کی کثرت کو اجماع سمجھ لیا جائے۔

آج کل مسلمانوں کی اقتصادی اور علمی حالت بہت گری ہوئی ہے۔ بدعات اور رسوم کا بہت زور ہے۔ ان بدعات و رسوم سے مسلمانوں کی مذہبی کمزوری کے ساتھ ان کی اخلاقی اور عقلی خامی بھی ظاہر ہوتی ہے۔ توحید کی جگہ شرک، سنت کی جگہ بدعت عمل کی جگہ مُردوں کے لیے غیر شرعی طریقے نفع رسانی کے پکڑ لیے گئے ہیں۔

مقدمہ

۱۔ **بدعت کی تعریف**۔ ہر نیا کام جس پر دلیل شرعی نہ ہو۔ کام دو قسم کے ہیں۔ ایک دنیا کے۔ ان میں اصل یہ ہے۔ کہ جب تک شریعت منع نہ کرے۔ ہم مختار ہیں۔ جو چاہیں کریں۔ دوسرے دین کے۔ ان میں اصل یہ ہے۔ کہ جب تک شریعت کسی امر کو مقرر نہ کرے۔ وہ منع ہے۔ دلیل۔ (۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من احدث فی امرنا ما لیس منہ فھو رد۔ (مشکوٰۃ)

جو ہمارے کام (دین) میں ایسی بات نکالے۔ جو اس سے نہیں۔ وہ مردود ہے۔

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ شریف میں انصار کو کھجوروں کی تابیر (تلقیح) سے منع کیا۔ تو پھل کم لگا۔ آپ نے فرمایا:۔

انتم اعلم بامور دنیاکم (مسلم)

تم دنیا کے کام مجھ سے بہتر جانتے ہو۔

۲۔ **بدعت شرعیہ** ۔ جس کی تعریف گذر چکی ہے ۔اس کا ہر فرد گمراہی اور سیئہ ہے۔ کسی فرد کو حسنہ نیک نہیں کہہ سکتے۔ جن علماء نے بدعت کی تقسیم کی ہے۔ انہوں نے بدعت کی تعریف اور کی ہے۔

۳۔ **سنت ترکیہ** ۔ جو کام آنحضرت نے باوجود مقتضی (یعنی اس کے کرنے کی وجہ کے ہوتے ہوئے) اور عدم مانع (یعنی اس پر عمل نہ کرنے سے کوئی رکاوٹ نہ ہوتے ہوئے نہیں کیا ۔ اور آپ کے بعد نئی وجہ پیدا نہیں ہوئی۔ نہ پہلی رکاوٹ دور ہوئی ۔ تو اس کام کا نہ کرنا بھی سنت نبویہ ہے۔ جیسے عیدوں کی اذان و اقامت۔ ہر نماز کے لیے غسل ۔ مردوں پر قرآن خوانی ۔

۴۔ **عبادت کے لئے دنوں کی تخصیص** ۔ جس وقت کسی دن کی تخصیص میں فضیلت غیر ثابت ظاہر ہو۔ یا فضیلت غیر ثابت کا وہم پڑے۔ یا کسی کام کے شرعاً مقرر ہونے کا وہم پڑے۔ یا وہم پڑنے کا اندیشہ ہو۔ تو یہ تخصیص منع ہے۔ اسی لیے شرعاً جمعہ کے دن کو روزہ کے لیے اور رات جمعہ کو قیام کے لیے خاص کرنا منع ہے۔

مقصد

میت کی نفع رسانی یا میت کا نفع پہنچنے کے طریقے اور ان کے دلائل اور ان میں اختلاف کا ذکر

۱۔ **دعا** ۔ اس پر سب امت کا اتفاق ہے۔ اگر میت کا فرد مشرک نہ ہو۔ تو اس کے لیے دعا کرنی ثابت ہے۔ قرآن کریم میں اموات کے لیے دعا کرنے کا ذکر ہے ۔جنازہ اسی لیے پڑھا جاتا ہے۔ دفن کے بعد میت کے لیے دعا کرنی ثابت ہے ۔جنازہ کے بعد متصل دعا کرنی ثابت نہیں۔ اصلاح نمبر (۱) میں اس کا مفصل بیان ہے۔ دعا ایک قسم کی شفاعت ہے ۔

۲۔ **تسبب کی صورت** ۔ یعنی زندگی میں کوئی ایسا کام کر جائے۔ کہ جس سے وفات کے بعد اس کو فائدہ پہنچے۔ مختلف احادیث کو جمع کرنے سے ان کی گنتی دس تک پہنچتی ہے ۱۔ علم پڑھانا ۔ ۲۔ نیک بچے کی دعا ۳۔ قرآن مجید چھوڑ جائے ۔ ۴۔ مسجد بنائی ہو ۵۔ سرائے تعمیر کرائی ہو ۔ ۶۔ نہر جاری کی ہو ۔ ۷۔ صدقہ زندگی اور تندرستی میں نکالا ہو۔ ۸۔ مردہ سنت کو زندہ کیا ہو یا کسی نیک کام کو جاری کیا ہو ۔ ۹۔ جہاد میں مرا ہو۔ ۱۰۔ درخت لگایا ہو یا کھیتی بوئی ہو۔ یہ امور مسلم و ابن ماجہ بخاری میں متفرق طور پر مذکور ہیں۔ ان میں حصر نہیں ۔ ان کے علاوہ اور امور بھی ہو سکتے ہیں ۔مسلم کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تین چیزوں کے سوا موت کے بعد عمل بند ہو جاتے ہیں۔

اذا مات الانسان انقطع عملہ الا من ثلاث صدقۃ جاریۃ
اوعلم ینتفع بہ او ولد صالح یدعولہ (مسلم)

"جب انسان مر جائے۔ تو اس کا عمل بند ہو جاتا ہے۔ صرف تین چیزیں باقی رہتی ہیں۔ ۱۔ صدقہ جاریہ اس میں تسبب کی سب صورتیں داخل ہو سکتی ہیں ۲۔ علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے ۳۔ نیک بچہ جو اس کے واسطے دعا کرے۔"

دعا دراصل تسبب کی صورت نہیں۔ بلکہ شفاعت ہے۔ ضبط کے لیے اس کو تسبب کی صورتوں میں شمار کیا ہے۔ بعض نے دعا کو بھی تسبب میں ایک وجہ سے داخل کیا ہے جیسے آگے آتا ہے تسبب میں بھی سب کو اتفاق ہے۔

۳۔ نیابت۔ میت کی طرف سے نائب ہو کر کوئی کام کرے۔ اس میں تین چیزیں ہوتی ہیں۔ ۱۔ نائب (کام کرنے والا) ۲۔ منوب عنہ (جس کی طرف سے کام کیا جائے) ۳۔ مافیہ النیابت (وہ کام جس میں نیابت ہو)۔ نائب کے متعلق قائلین کا اتفاق ہے۔ کہ اس میں اس کام کی اہلیت ہو۔ احادیث نیابت میں یا بیٹے کا ذکر ہے۔ یا ولی کا۔ یا قریبی کا جو علماء اجنبی کی طرف سے نیابت کے قائل ہیں۔ وہ قیاس سے کام لیتے ہیں (منوب عنہ) قائلین نیابت کے نزدیک صرف مسلم کی طرف سے نیابت ہو سکتی ہے۔ (مافیہ النیابت) نیابت کس کام میں ہوتی ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نیابت کو بالکل نہیں مانتے۔ امام شافعیؒ صرف حج میں۔ امام احمدؒ صرف حج اور روزہ نذر دونوں میں نیابت کے قائل ہیں۔ احادیث صحیحین (بخاری و مسلم) میں صرف دو چیزوں میں نیابت کا ذکر ہے۔ حج۔ روزہ۔ ھدایہ میں ہے۔ عبادات کی چند قسمیں ہیں۔ مالی جیسے زکوٰۃ۔ بدنی جیسے نماز مرکب۔ جیسے حج۔ پہلی قسم (مالی) میں نیابت مطلقاً جاری ہے۔ دوسری قسم (بدنی) میں نیابت بالکل جاری نہیں ہوتی۔ کیوں اس سے مقصود نفس کو تھکان میں ڈالنا ہے۔ اور یہ بات نیابت سے حاصل نہیں ہوتی۔ تیسری قسم (مرکب) میں جب عاجز ہو۔ تو نیابت ہو سکتی ہے۔ کیونکہ کمی مال سے مشقت حاصل ہوتی ہے۔ طاقت کے وقت نیابت جاری نہیں ہوتی۔ کیوں کہ نفس کو تھکان میں ڈالنا نیابت سے حاصل نہیں ہوتا۔ دائمی عجز شرط ہے۔ ظاہر مذہب یہی ہے۔ کہ حج منوب عنہ (جس کی طرف سے کیا گیا) کا ہوگا۔ امام محمد سے روایت ہے۔ کہ حج نائب کا ہوگا۔ حکم کرنے والے کو صرف خرچ کا ثواب ملے گا۔ ہاں اگر اصل (جس کی طرف سے حج کیا گیا ہے) کا امر نہ ہو۔ تو اس صورت میں حج نائب کا ہوگا۔ کیوں کہ نیابت میں حنفیہ کے نزدیک امر شرط ہے)

"موافقات" میں ہے:

مطلوب شرعی کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) عادی (دنیا کے کام) (۲) تعبدی (بندگی کے کام) عادی کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) جن کا فائدہ صرف کرنے والے کو ملتا ہے۔ جیسے کھانا، پینا، سوتا وغیرہ۔ ان میں نیابت ناممکن ہے۔ (۲) جن کا فائدہ کرنے والے کے علاوہ دوسرے کو پہنچ سکتا ہے۔ جیسے خرید و فروخت۔ اجارہ۔ خدمت۔ قبض۔ دینا۔ لینا۔ ان میں ایک شخص دوسرے کا نائب ہو سکتا ہے۔ تعبدی کی تین قسمیں ہیں (۱) مالی (۲) بدنی۔ (۳) مرکب میں اگر بدنی عبادت کو دیکھیں۔ تو نیابت نہیں چاہیئے اگر مالی کو دیکھیں۔ تو نیابت ممکن معلوم ہوتی ہے۔ حاصل یہ ہے۔ کہ عادی کا فائدہ اگر صرف کرنے والے کے ساتھ مختص ہو۔ تو نیابت نہیں ہو سکتی۔ ورنہ ہو سکتی ہے۔ تعبدات شرعیہ میں کوئی شخص دوسرے شخص کے قائم مقام نہیں ہو سکتا۔ نہ مکلف سے غیر کفایت کر سکتا ہے۔ کام کرنے والا صرف اپنے لئے کام کرتا ہے۔ نہ نیت کرنے سے مکلف کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ نہ ہبہ کرنے سے ثابت۔ نہ اس سے اٹھایا جا سکتا ہے۔ نقل اور حکمت ملحوظ رکھتے ہوئے نظر شرعی وقطعی کا یہی فیصلہ ہے۔ اس دعویٰ کی صحت پر مندرجہ ذیل دلائل ہیں۔

اوّل نصوص (۱) وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی کوئی جان بوجھ اٹھانے والی دوسری جان کا بوجھ نہیں اٹھائے گی (۲) وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى انسان کے لئے صرف وہی چیز ہے۔ جو اس نے کوشش کی۔ اس مضمون کی آیات مندرجہ ذیل سورتوں میں بھی ہیں۔ بنی اسرائیل نجم۔ انعام۔ فاطر۔ عنکبوت قصص، انفطار۔ لقمان، سورۃ بقرہ وغیرہ نیز وہ روایات بھی اس پر دلالت کرتی ہیں جن کا یہ مطلب ہے کہ امور آخرت میں کوئی شخص کسی کے کام نہیں آوے گا۔

دوم حکمت عبادات؛ عبادت سے مقصود اللہ تعالیٰ کے لئے عاجزی اور اس کی طرف توجہ اور اس کے آگے ذلیل ہونا۔ اس کے حکم کے تابع ہونا۔ اور دل کو اس کے ذکر کے ساتھ آباد کرنا ہے تاکہ انسان

دل اور باقی اعضاء کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حاضر اس کا مراقب، اور اس سے غافل نہ ہو۔ اس کی رضامندی اور اس کے قرب میں کوشش کرے۔ نیابت اس مقصود کے منافی اور اس کی ضد ہے کیونکہ نیابت کی صورت میں بندہ بندہ نہ ہوا۔ جس سے خضوع اور توجہ کا مطالبہ تھا۔ اس کو توجہ اور خضوع حاصل ہوا۔ اس صورت میں تو نائب کو ہی خضوع اور توجہ کے ساتھ موصوف ماننا پڑے گا۔ کیونکہ توجہ اور خضوع وغیرہ صفات عبودیت کے ساتھ متصف ہونے کو کہتے ہیں۔ کسی وصف کے ساتھ متصف ہونا نہ متصف سے تجاوز کر سکتا ہے۔ نہ اس سے منتقل ہو سکتا ہے۔ نیابت کا یہ مطلب یہ ہے۔ کہ جس کی طرف سے نیابت ہے۔ وہ نائب کی طرح ہو جائے۔ نائب کی وصف اس کی جانب منتقل ہو جائے۔ تصرفات مالیہ میں جیسے یہ بات ہو سکتی ہے عبادات میں نہیں ہو سکتی۔ ادائے قرض میں نائب جب مقروض کی جگہ کھڑا ہو کر اس کا فرض ادا کرتا ہے۔ تو مقروض اس بات کے ساتھ متصف ہو جاتا ہے۔ کہ اس نے اپنا قرض ادا کر دیا۔ اب قرض خواہ دوبارہ اس سے مطالبہ نہیں کر سکتا۔ اور عبادات میں اس قسم کا تصرف ہو نہیں سکتا۔ جب تک منوب عنہ نائب کی طرح متصف نہ ہو نیابت نہیں ہو سکتی۔ پس نیابت کی یہاں کوئی صورت نہیں۔

۳۔ اگر عبادات بدنیہ میں نیابت درست ہو۔ تو اعمال قلبیہ میں بھی نیابت درست ہونی چاہئے۔ جیسے ایمان، صبر، شکر، رضا، توکل، خوف، رجا وغیرہ تو پھر کوئی شے فرض عین نہ ہوگی۔ کیونکہ یہاں نیابت ہو سکتی ہے۔ پس ہر امر ابتداءً عمل اور استنابت میں دائر ہوگا۔ اس طرح چاہئے کہ نیابت ایسے عادیات میں بھی درست ہو۔ جن کا ثمرہ صرف عامل کو پہنچتا ہے۔ جیسے کھانا، پینا، جماع، لباس وغیرہ۔ اسی طرح حدود و قیاس تعزیہ وغیرہ میں۔ بالاتفاق نیابت باطل ہے اس طرح تعبدات میں بھی باطل ہونی چاہئے۔ کیونکہ وجہ اس کی یہی ہے۔ کہ ان احکام کی حکمتیں صرف عامل کے ساتھ مختص ہوتی ہیں۔ آیات قرآن جن کا ذکر پہلے آچکا ہے وہ عام ہیں۔ ان میں تخصیص کا احتمال نہیں۔ کیونکہ یہ محکم ہیں۔